آفات کے لئے ٹیم ورک
بہترین حکمتِ عملی

جے رادھا کرشنن سے ایک انٹرویو

ضلع ناگا پٹنم، تامل ناڈو کے کلکٹر جے رادھا کرشنن، دسمبر ۲۰۰۴ کے سمندری طوفان، سنامی کی تباہ کاریوں کے بعد ایک زبردست انسانیت نواز مہم کی قیادت کر رہے ہیں۔ سنامی کے فوراً ہی بعد، ۳۷ سالہ ایڈمنسٹریٹر کو، آفات ارضی وسماوی میں راحت رسانی اور باز آبادکاری کے سلسلے میں ان کے تجربات کی بناء پر، انھیں ناگا پٹنم منتقل کر دیا گیا۔ ان کا شمار ان معدودے چند افسران میں ہوتا ہے جو جائے وقوع پر محض چند گھنٹوں کے اندر راحت کے سامان کے ساتھ پہنچ گئے اور لاشوں کی تجہیز وتکفین نیز ہزاروں افراد تک راحت رسانی کے فریضے کی تکمیل میں لگ گئے۔ اقوام متحدہ کے ممثل خصوصی، سابق امریکی صدر بل کلنٹن نے ناگا پٹنم میں اپنے دورے کے دوران کہا کہ وہ ''ضلع کلکٹر کے رویّئے سے بے حد متاثر ہوئے ہیں'' خاص طور پر عورتوں کے ''اپنی مدد آپ'' گروپ کے لئے تیار کردہ طرز نو کے معاشی ماڈلوں سے۔

جون میں، یو ایس فیڈرل ایمرجنسی مینجمنٹ ایڈمنسٹریشن نے رادھا کرشنن کو واشنگٹن ڈی سی، سی ایٹل، ہیوسٹن اور ہونولولو میں لکچر دینے اور آفات مینجمنٹ کے روشن پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے دعوت دی تھی۔ انھوں نے اسپین سے گفتگو کے لئے بھی اپنے بیش بہا وقت سے چند ساعتیں نکال لی ہیں۔

آپ کے ضلع میں باز آبادکاری کے پروگرام کیسے چل رہے ہیں؟

ناگا پٹنم، سنامی المیئے میں سب سے زیادہ متاثر ہونے والا ضلع ہے۔ یہاں جان و مال کا زبردست نقصان ہوا تھا۔ ہم نے یہاں سہ رخی حکمت عملی اپنائی۔ اوّلاً یہ کہ غیر سرکاری تنظیموں کی ایک بڑی تعداد نے یہاں کام کاج سنبھالا جو نہایت ہی دلجمعی سے لائق صدر ہزار تحسین کام انجام دے رہی ہیں۔ یہ تنظیمیں ماہی گیروں، کسانوں اور یتیموں میں کام کر رہی ہیں اور ان کے لئے طویل مدتی باز آبادکاری پروگرام چلا رہی ہیں۔ یہ اس کے علاوہ اور بھی سنجیدہ مسائل مثلاً گھروں کی مرمّت وتعمیر، طب وصحت، صفائی ستھرائی اور صاف پانی، کے حل کے لئے بھی کوشاں ہیں۔ عورتوں، خاص طور پر بیواؤں کو پیشہ ورانہ ہنروں کی تربیت دی جا رہی ہے تا کہ وہ اپنی اضافی آمدنی کے سبب بہتر زندگی گزار سکیں۔

اوپر: ناگا پٹنم کے کلکٹر جے رادھا کرشنن اپنے آفس میں۔
مقابل صفحہ پر بائیں: اب تک ۱۷۴۰۰ سے زیادہ مکانات ۷۹ مقامات پر صرف ناگا پٹنم میں ہی بنائے گئے ہیں۔ ایک دو منزلہ عمارت بن کر تیار ہے۔

دوسرے یہ کہ حکومت، غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے سڑکیں، پل، مستقل اسکول، گھر اور مچھلی گوداموں جیسے انفراسٹرکچر کی تعمیر میں مصروف ہے۔ ان کوششوں کی بدولت المیئے کے محض دو یا تین مہینوں کے اندر ماہی گیر اپنے کاروبار کو از سر نو شروع کرنے کے قابل ہو گئے۔ اب ماہی گیری کا کاروبار ایک بڑی حد تک معمول پر آ گیا ہے۔ تیسرا اور سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ اس مہم میں پورے سماج کو شامل کیا گیا ہے۔ باز آبادکاری کی اس قدر زبردست جدّ وجہد میں لوگوں کی آراء، ان کے جذبات اور ان کے خدمات سے صرف نظر ممکن نہیں ہے۔

آج بھی ہزاروں لوگ پناہ گاہوں میں بے کسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ نے انھیں، ان کی رہائش گاہوں میں منتقل کرنے کے لئے کون سی حتمی تاریخ مقرر کی ہے تا کہ وہ اپنے گھروں میں نسبتاً بہتر زندگی گزار سکیں۔

ہم نے ۳۰۰ ہیکٹیئر سے زیادہ اراضی تحویل میں لے لی ہے اور اس پر سالِ رواں میں ۲۷۰۰ کنبوں کے لئے مکانات تعمیر کر رہے ہیں۔ یہ مکانات تعمیر کے مختلف مراحل میں ہیں لیکن کام تیزی سے جاری ہے۔ سانحے کی پہلی برسی پر چند کنبوں کو ان کے مستقل رہائش گاہوں میں منتقل کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اکرّائی پٹّو میں ۴۰ غیر سرکاری تنظیمیں مکانات کی تعمیر میں منہمک ہیں۔ ناگا پٹنم ضلع میں واقع اس بستی کو سنامی نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا تھا جس کے نتیجے میں جان و مال کا زبردست زیاں ہوا تھا۔ سرکاری اور نجی مشارکت سے ہم مستقبل قریب میں ۷۹ مقامات پر ۱۷،۳۶۱ پختہ مکانوں کی تعمیر کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔

امریکی دورے کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

میں نے امریکی حکّام سے آفات مینجمنٹ کے بارے میں بہت کچھ سیکھا۔ ہم لوگوں نے آپس میں آفات کے نظم ونسق کے بارے میں تبادلۂ خیال کیا کہ کس طرح ضروری اشیاء کا بندوبست کیا جائے، متاثرین کو محفوظ مقامات پر کس طرح پہنچایا جائے، زخمیوں کی خبر گیری کس طرح کی جائے، پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں پر کس طرح قابو پایا جائے وغیرہ وغیرہ۔ مجھے ایمرجنسی میں اپنے اور ان کے طور طریقوں کے بارے میں تبادلۂ خیال کرنے کا موقع بھی میسر ہوا۔ امریکی حکّام کو ہماری اجتماعی حکمت عملی کا طرز پسند آیا۔

کسانوں اور سماج کے دوسرے شعبوں سے متعلق ان افراد کو جو بے روزگار ہو گئے ہیں، یہ شکایت ہے کہ باز آبادکاری کے پروگراموں میں انھیں ماہی گیروں کے مقابلے میں نظر انداز کیا گیا ہے۔ آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟

بات دراصل یہ ہے کہ ماہی گیروں نے کشتیوں، جالوں اور عارضی رہائش گاہوں کی شکل میں جو حاصل کیا وہ نمایاں ہے لیکن کسانوں اور زرعی مزدوروں کو جو کچھ دیا گیا وہ مخفی رہا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جملہ متاثرین کو کسی نہ کسی پروگرام کے تحت راحت ضرور پہنچائی گئی ہے۔ کسانوں کو کھیتوں سے ریت ہٹانے کے لئے ۱۲،۰۰۰ روپیہ فی ہیکٹیئر دئے گئے۔ اس کے علاوہ سالٹ پین کاشتکاروں کو بھی اچھا خاصہ مالی تعاون دیا گیا۔ اس سے قطع نظر خریف کی فصل کے لئے بیج مفت تقسیم کئے گئے اور ان زرعی مزدوروں کو، جنھوں نے کسی ہنر کی تربیت حاصل کی تھی، روزی روٹی کمانے کے بہتر وسائل نصیب ہوئے۔

مستقبل قریب وبعید میں کن مسائل کا سامنا کرنا ہوگا اور ایسے آفات کا مقابلہ ہم کس طرح کرینگے؟

اگر تمام مقامی آبادی، اجتماعی طور پر، راحت رسانی کی جدوجہد میں شامل ہو تو اس قسم کے المیوں کا مقابلہ انتہائی کامیابی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

ایسے قیامت خیز آفات میں عالمی تعاون ناگزیر ہے۔ میں انتہائی پرزور طریقے سے یہ کہنا چاہونگا کہ گلوبلائزیشن نہ صرف اقتصادی امور کے لئے ضروری ہے بلکہ ٹریجڈیوں کے لئے بھی انتہائی ضروری ہے۔ یو ایس انٹرسٹی مینیجرز ایسوسی ایشن پروگرام کے ذریعے ہم مشارکت کر سکتے ہیں اور مسائل کی شدّت کے ازالے کی تدبیریں ایک دوسرے سے سیکھ سکتے ہیں۔ چونکہ ہر آفت اپنی نوعیت میں منفرد ہوتی ہے، اس لئے ہر ایک کا حل بھی جدا جدا ہوتا ہے۔ میرے خیال میں ٹیم بنا کر کام کرنے کی حکمت عملی مناسب ہے۔ چنانچہ اسے دستوری بنا دینے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ □

بشکریہ: ناگا پٹنم کلکٹر

''پانڈیچری ملٹی پرپز سوشل سروس سوسائٹی، کمپیوٹر سیکھنے اور انھیں استعمال کرنے کے ایسے متعدد مواقع فراہم کر رہی ہے جو اس سے قبل مقامی نوجوانوں کو دستیاب نہ تھے۔ چنانچہ انٹرنٹ سہولت کی بدولت ہم لوگ پوری دنیا سے مربوط ہو گئے ہیں جس کے نتیجے میں ہمارے فیبرک ڈیزائنر، فیشن کے جدید رجحانات سے واقف ہو رہے ہیں۔''

ایف کرسٹوفر، چیف کو آرڈنیٹر، پی ایم ایس ایس ایس

ساتھ اپنے سماجی مقام کو بھی بلند تر کر سکیں گی۔

کڈّالور ضلع کے دیوا پٹنم میں، پانڈیچری ملٹی پرپز سوشل سروس سوسائٹی نے بھی کرائی اور یو ایس ایڈ کی مشارکت میں ۱۶۵ لڑکیوں اور ۵۰ لڑکوں کو کمپیوٹر کی تربیت دی ہے۔ انھیں مائکروسوفٹ ورڈ، ایکسیل اور دیگر سوفٹ ویئر استعمال کرنے کی تربیت دی گئی ہے۔

منگائی مدم میں، ایکٹڈ نے چھوٹے پیمانے پر مالی معاونت دینے کی اسکیمیں چلائی ہے جس کے تحت اس نے کوئی ۱۵۰ گروپوں کو ۵۰،۰۰۰ ہزار روپیوں کی گرانٹ دی ہے۔ ہر گروپ کو قرض کی واپسی کے لئے ۱۸ ماہ کی مدّت دی گئی ہے۔ ہر رکن، گروپ سے قرض لے سکتا ہے۔ بیشتر ارکان کا تعلق محروم طبقات سے ہے۔ ان میں دور افتادہ گاؤں میں رہنے والے وہ مزدور بھی ہیں جن کا دارومدار ماہی گیری ہے۔ اب چونکہ کھیت سمندری پانی میں ڈوب چکے ہیں، اس لئے مزدور بیکار ہو گئے ہیں۔ یو ایس ایڈ نے، ۳۰۰،۰۰۰ ڈالر کی مدد کی ہے تا کہ عورتیں بکریاں اور چوپائے خرید کر انکے دودھ کو کوآپریٹیوز میں فروخت کر سکیں اور اس طرح آمدنی کر سکیں۔ کے شانتھی روزآنہ ۵۰ سے ۶۰ روپئے روز دودھ بیچ کر کماتی ہے۔ گریٹیئر کے بقول، ''عورتوں کی شمولیت سے پورے کنبے کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اسے آمدنی کے اسباب پیدا کرنا کہہ سکتے ہیں۔ روزی روٹی کا یہ پروگرام، دودھ کوآپریٹیوز سے وابستہ ہوتا ہے کیونکہ انھیں کوآپریٹیوز ہی بازار تک پہنچاتے ہیں۔''

تین بچوں کی ماں، ایم منجولا، ایک ''اپنی مدد آپ'' گروہ کی سکریٹری ہے جو اپنے ارکان کو چھوٹے قرض دیتی ہے۔ منجولا نے مدورائی میں واقع ایک تنظیم، دھن سے اکاؤنٹ لکھنے کی تربیت حاصل کی ہے۔ اب وہ اپنے شوہر کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے قابل ہو گئی ہے۔ اس کا شوہر ایک مندر کا پجاری ہے۔ دوسرے گروپوں کی طرح منجولا کا گروپ بھی اپنے ارکان سے لئے جانے والے سود کی شرح طے کرتا ہے۔ یہاں فوری طبی ضرورتوں، تعلیم اور تربیت کے لئے قرض دئے جاتے ہیں۔

سنامی نے کسانوں کو بھی بری طرح متاثر کیا ہے۔ بڑے بڑے کھیت غرقاب ہو گئے اور سمندری پانی نے ان کی کھڑی فصلوں کو یا تو تباہ کر دیا یا مٹی کو کھارا کر دیا۔ لوگ بے روزگار ہو گئے اور پیسے پیسے کو محتاج ہو گئے۔ گول کا جاری کردہ لائیولی ھُڈ ریسٹوریشن پروجیکٹ نے کسانوں کو دھان کے بیج فراہم کرائے۔ اسی طرح، اکّرا پیٹّئی میں، کیئر نے تالابوں سے ریت ہٹانے اور کھیتوں کو جوتنے کا کام لوگوں کو مہیّا کر کے ان کو آمدنی کے مواقع دئے ہیں۔ اس صفائی کے دوران تالاب سے ۱۷ لاشیں بھی برآمد ہوئیں۔ اسی طرح کے

”جب ایکسنورا کی ٹیم ہمارے گائوں میں آئی تو لوگ ان کے تصور کو قبول کرنے سے گریزاں تھے لیکن بیداری مہم کے بعد، میرے گاؤں کے تمام لوگوں نے ان کے تصور کو نہ صرف قبول کر لیا بلکہ اپنی زندگیوں میں ڈھال بھی لیا۔ اب بھی ایک طویل مدتی معاشی امداد کی ضرورت ہے۔“

آر سبّا رائن، صدر پلیّا پلیّم

اوپر: آر سبّارائن (بائیں سے دوسرے) خواتین میں لال اور سبز باسکٹ تقسیم کررہے ہیں۔ اس باسکٹ میں کچرے جمع کئے جائیں گے اور انہیں یو ایس ایڈ کے آرگانک اور نان آرگانک فضلہ پروجیکٹ کو سونپ دیا جائے گا۔
دائیں: میرا گریئیز (بائیں سے دوسری) ایکئیڈ پروجیکٹ مینجر ہیں۔ ساتھ میں شانتی (بائیں) جنھیں زندگی گذارنے کے لئے مویشی فراہم کئے گئے ہیں۔نیچے دائیں: صاف پانی کے لئے ایک ۱۵۰×۱۰۰ میٹر کا تالاب بنایا گیا۔ اس تالاب سے اکّر پٹائی کے تقریباً ۱۹۰۰ خاندان مستفید ہوں گے۔ این سیلبراج پودوں کی آبیاری کرتے ہوئے۔

دوسرے کچھ کام بھی لوگوں سے کرائے گئے مثلاً تالابوں کو اور گہرا کرنا، نالیاں بنانا، لوگوں کے لئے زینے بنانا، خس وخاشاک کو دور کرنا، کنوؤں اور تالابوں کو صاف کرنا اور جڑی بوٹیاں اگانا۔ کم وبیش ۱۹۰۰ کنبے اس پروگرام سے مستفید ہوئے۔ کئیر نے دو تالابوں سے نمک ہٹانے اور پانی کو صاف کرنے کا کام شروع کردیا ہے۔

چینئی میں واقع ایک گروپ، ایکسنورا نے اس موقع کا صحیح استعمال کرتے ہوئے یو ایس ایڈ کی مالی معاونت سے از سر نو کارآمد بنانے کا پروگرام شروع کیا ہے۔ اس گروپ نے ناگا پٹنم قصبے اور قرب وجوار کے گاؤں کو کوڑا کرکٹ سے پاک کرنے کے لئے، کوڑے کے انتظام و انصرام میں اپنی مہارت تامّہ کو بروئے کار لاتے ہوئے تمام کے تمام کوڑے کو کھاد بنانے کا عزم کیا ہے۔ ایکسنورا نے ۱۵ رکشے اور ۱۰۰،۱ کوڑے دان خرید کر کوڑا جمع کرنے والوں میں تقسیم کئے ہیں تا کہ وہ دروازے دروازے جا کر کوڑا جمع کرسکیں۔ ہر کنبے سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ وہ گیلے اور نامیاتی کوڑے کو ایک ہری باٹلی میں رکھیں۔ غیر نامیاتی کوڑا، جو عموماً سوکھا ہوتا ہے، لال باٹلی میں رکھا جاسکتا ہے اور جسے کباڑ کی حیثیت سے بیچا بھی جاسکتا ہے۔

ناگا پٹنم ضلع کے، ایک گاؤں پلیّا پٹیم، جس کی آبادی ۱۲۰۰ خاندانوں پر مشتمل ہے، کے پردھان سبّا رائن نے ایکسنورا اور یو ایس ایڈ کی کوششوں کو سراہا ہے۔ ان کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے انھوں نے گاؤں والوں، بالخصوص عورتوں کے لئے کئی ورکشاپ کا نظم کیا ہے تا کہ انھیں باورچی خانے سے برآمد ہونے والے کوڑے کے فوائد ونقصانات سے باخبر کیا جاسکے۔ بچوں کو بھی ماحولیات سے متعلق تعلیم دی جارہی ہے۔ کوڑے کو قابل انحطاط اور نا قابل انحطاط ڈھیروں میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔

ویدارانیم میں، کھارے پانی نے کھیتوں کو غرقاب اور تباہ کردیا تھا۔ گول نے ہیلپ ایج انڈیا اور بھارتی ویمن ڈولپ منٹ سنٹر کی مشارکت سے، کھیتوں کی مٹی کی شوریت کو ختم کرنے میں اپنا بیش بہا تعاون دیا ہے۔ اس گروپ نے ۱۲۲ ہیکٹیئر اراضی سے ریت ہٹانے کے لئے ۳،۰۰۰ روپئے فی ہیکٹیئر کی درسے ایک کثیر رقم صرف کی ہے۔ اس مہم کے بعد جب مٹی کے نمونے، کوئمبٹور میں واقع تامل ناڈو زرعی یونیورسٹی کی لیباریٹری میں جانچ کے لئے بھیجے گئے تو کسانوں کے لئے بڑی خوش آئند رپورٹ ملی یعنی کہ زمین اب قابل کاشت ہو چکی تھی۔ پھر کیا تھا، کسانوں نے دھان بودئے۔

ایسی ہی ایک کسان ۷۲ سالہ بھگوت امّل ہے جو ویدارانیم سے ایک کلومیٹر دور واقع ایک گاؤں کمیش ورم میں رہتی ہے۔ وہ خشک دھان اگاتی ہے کیونکہ اس کے پاس سینچائی کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ چنانچہ جو پیدا ہوتا ہے، اس سے بمشکل تمام وہ اپنے جسم وروح کا رشتہ استوار کر پاتی ہے۔ لیکن سرکار اور غیر سرکاری تنظیموں سے ملنے والی امداد سے اسے امید ہے کہ اس سال فصل نسبتاً بہتر ہوگی۔

سنامی کے بعد، انفرادی اور تنظیمی کامیابیوں کی داستانیں جا بجا بکھری نظر آتی ہیں۔ اس آفت سماوی نے 'اپنی مدد آپ کرنے والوں' کو اجتماعی اقدامات کا وہ عزم وحوصلہ بخشا ہے جس نے تامل ناڈو کے ساحلی علاقے کو ایک بار پھر حیات اور حیات کی رعنائیوں سے روشناس کردیا ہے۔

اس المیئے کو ایک سال گذر چکا ہے لیکن آج بھی ایک لاکھ سے زائد لوگ عارضی شیلٹروں میں زندگی گذار رہے ہیں۔ امریکی اور ہندوستانی رضاکار لوگوں کی بازآبادکاری میں مصروف ہیں اور مستقبل کے المیوں سے نمٹنے کے لئے تربیت فراہم کررہے ہیں۔ □